ڈاکٹر کلیم اللہ سارا یو، لیکچرر سندھ یونیورسٹی
جامشورو حیدرآباد

انسانی معاشرہ اور تمدن کے مراحل

امام شاہ ولی اللہؒ کی تعلیمات کی روشنی میں

۱

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ نے جہاں دینی علوم قرآن و حدیث کے لیے قابل قدر خدمات سر انجام دیتے ہیں، وہاں آپ نے انسانی زندگی اور تمدن کے مراحل کو بھی اُجاگر کیا ہے۔

درج ذیل مضمون میں ہم نے حضرت شاہ صاحب کی تعلیمات کی روشنی میں انسانی معاشرہ اور تمدن کے مراحل کا تجزیہ پیش کیا ہے جو کہ حضرت شاہ صاحب کی مشہور کتابوں حجۃ اللہ البالغہ اور البدور البازغہ کے اہم ابواب سے اخذ کیا گیا ہے۔

حضرت شاہ صاحب نے انسانی ارتقائی مراحل کو ایک ایک ارتفاق سے موسوم کیا ہے اور ایک ارتفاق کی روشنی میں دوسرے ارتفاق کی طرف ہمیں لے جاتے ہیں اور ارتفاقات کو طبعی الہامات کا ترجمان قرار دیتے ہیں۔ یعنی انسان اپنی جملہ حاجات یا ضروریات کو خواہ وہ شخصی ہوں یا اجتماعی ان سب کو پورا کرنے کیلئے انسان قدرت کے الہامات کی اطاعت کرتا ہے۔ شاہ صاحب کے ان ارتفاقات کو ہم انسان کے ارتقائی مراحل کا نام دیتے ہیں۔ شاہ صاحب کے ارتفاقات پر بہت سارے محققین نے لکھا ہے کیونکہ شاہ صاحب کا کلام نہایت معنی خیز وسیع تر حکمت سے بھرپور ہے۔ جناب پروفیسر جلبانی صاحب نے اپنی کتاب شاہ ولی اللہ کی تعلیم میں شاہ صاحب کے ارتفاقات اور رسومات پر کچھ جائزہ پیش کیا ہے۔

جناب ڈاکٹر عبدالواحد ہالے پوٹہ نے بھی اپنے تحقیقی مقالے میں جو انہوں نے آکسفورڈ یونیورسٹی میں شاہ صاحب کے عملی علم کلام پر لکھا ہے اور نہایت تفصیل کے ساتھ ان ارتفاقات کو جدید خطوط پر ڈالا ہے۔ میں نے حجۃ اللہ البالغہ کے باب ارتفاقات کے مدنظر یہ نہایت مختصر تجزیہ کیا ہے یہ ایک اضافی کوشش ہوگی ہم نے اس تجزیہ کو انسانی سماج کے چار ارتقائی ادوار میں تقسیم کیا ہے جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

انسان کے معاشرتی ارتقاء کا پہلا دور

انسان ابتدائی مرحلے میں دیگر حیوانوں کے ساتھ طبعی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے برابر کا شریک ہے۔ سب سے پہلے خوراک

مانا، پانی پینا، جنسی خواہشات، بارش اور سورج کی دھوپ سے بچنا، سردی کے اثر سے بچنا، ان چیزوں میں بلکہ حیوان اور انسان سب کے سب شریک ہیں۔[۱]

انسان کو قدرت کی طرف سے طبعی الہامات ہوتے ہیں جس سے وہ حاجتوں کو پورا کرنے کے لیے راہنمائی حاصل کرتا ہے۔ شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے انہیں حاجات اور ضروریات کو پورا کرنے کے لیے طبعی اور فکری الہامات عطا فرمائے ہے۔ انہیں الہامات کی روشنی میں وہ ان حاجات کو پورا کرتا ہے۔[۲]

پہلے دور کی ضروریات زندگی

سب سے پہلا دور انسانی معاشرے کا مذکورہ ضروریات اور حاجات کو مد نظر رکھ کر جنم لیتا ہے اور مندرجہ ذیل چیزوں کو اپناتا ہے مثلاً کھیتی باڑی کرنا، پانی کا نظام درست کر کے کھیتوں کی آبیاری کرنا جس کو ہم اخلاقی کردار اور قدریں کہیں گے انہیں کیفیات کی وجہ سے مثلاً بہادری، اپنی عقل اور ذہانت سے فرد کے بجائے جماعت کے لیے سوچنا وغیرہ اور یہ کیفیات اس مرحلے میں اتنی موثر اور لطیف نہیں ہوتیں جیسا کہ انسان کے چوتھے ارتقائی مرحلے اور اس طرح وہ کیفیات یا اصول جو اعلیٰ مرحلوں میں زیادہ اہمیت اختیار کرتے ہیں اس مرحلے میں وہ بالکل مختلف اور کم نظر آتے ہیں مثلاً جمالیاتی طبیعت، حسن و قباحت خوشی و مسرت وغیرہ۔[۳]

بہرکیف ہمیں انسان کے اس پہلے معاشرتی مرحلے پر جو انسانی کیفیات اور ضروریات کا پتہ چلا ان کو پورا کرنے کے لیے انسان کو قدرتی الہامات عطا ہوتے ہیں ان الہامات کی روشنی میں ان حاجات کو پورا کرنے کے لیے آسان راستہ تلاش کرتا ہے مثلاً پانی کے لیے رسی اور برتن وغیرہ کا ہونا اور نیند کرنے کے لیے بستر کا ہونا اور اپنے نفس کے خواہشات کو زیر کرنے کے لیے نکاح کرنا اور مل کر رہنے کے لیے گھر بنانا وغیرہ اور اپنی خاندانی پرورش میں نظام زندگی کو جنم دیتا ہے جو ایک مستقل ادارہ یا گروہ بن جاتا ہے اس طرح انسان اپنی مذکورہ بالا ضروریات کو پورا کرنے کے لیے نت نئے ارتفاقات کی تلاش میں رہتا ہے اسی طرح انسان کی معاشرتی زندگی کا دوسرا ارتقائی مرحلہ پیدا ہوتا ہے جس کو ہم انسانی معاشرتی اور سماجی ارتقاء کا دوسرا مرحلہ کہیں گے۔

انسانی معاشرے کا دوسرا ارتقائی دور

دوسرے ارتقائی مرحلے میں زندگی کے پانچ شعبے جنم لیتے ہیں انسان کے معاشرتی ارتقاء کا دوسرا مرحلہ پہلے ارتقائی مراحل کے بعد شروع ہوتا ہے یعنی پہلے جستجو اور طبعی الہامات سے جو صلاحیتیں وجود میں آئی ہیں اسی کے ذریعے زندگی کے لیے آسان طریق طریقے اختیار کرنا اور ان کو مروج کرنا انسان کے اس دوسرے ارتقائی مرحلے میں زندگی

---

[۱] حجۃ اللہ البالغہ صفحہ ۴۳ مکتبہ سلفیہ لاہور، البدور البازغہ صفحہ ۵۳ مطبوعہ مدینہ برقی پریس بجنور (یوپی)

[۲] ایضاً صفحہ ۱   [۳] ایضاً صفحہ ۱

ے پانچ شعبے جنم لیتے ہیں۔

انفرادی یا شخصی زندگی

دوسرے معاشرتی ارتقاء میں سب سے پہلے شخصی زندگی کا شعبہ شروع ہوتاہے، معاشرتی ارتقاء کے دوسرے مراحل میں مندرجہ ذیل انسانی زندگی کے شعبے جنم لیتے ہیں سب سے پہلے شخصی زندگی کا شعبہ شروع ہوتاہے یعنی انسان سب سے پہلے اپنی زندگی کی تسکین کے لیے فرداً مندرجہ ذیل چیزوں کی تلاش کرتاہے مثلاً کھاناپینا، گھر، آداب زندگی وغیرہ معاشرے کے ہر دور یا ہر قسم میں انسانی فرد سب سے پہلے اپنی انفرادی ضرورت کو پورا کرتا ہے اور انسان کی معاشرتی زندگی کا دوسرے ارتقائی مرحلے میں یہ پہلا ہی شعبہ ہے۔

گھر یا خاندان کا قائم کرنا

دوسرے مرحلے میں نئے رواج اور نئی رسوم وجود میں آتی ہیں۔ انسان اپنے دوسرے ارتقائی مرحلے میں شخصی ضروریات کو پورا کرنے کے بعد وہ گھریلو زندگی کی طرف رُخ کرتاہے مثلاً شادی کرنا، بچوں کا پیدا ہونا، ان کی ذمہ داریوں کو پورا کرنا، ان کی خدمت حفاظت کو اپنے ذمے بنانا یہ سب انسان کے دوسرے ارتقائی مرحلے میں جنم لیتے ہیں اسی طرح رشتہ داروں، دوستوں، خادموں اور دوسرے افراد کے لیے احساس ذمہ داری پیدا ہوتی ہے اسی ہی طبقے میں یا عدہ درجہ میں نئے رواج اور طور طریقے وجود میں آتے ہیں۔ بعض اوقات مشترکہ خاندان بھی ان سب کا مظہر بنتے ہیں[1]

شاہ ولی اللہؒ گھریلو یا خاندانی زندگی کو تدبیر المنزل سے تعبیر کرتے ہیں یعنی گھریلو ذمہ داریوں کے ادا کرنے کی حکمت کا علم[1]

فنی معاملات

انسان دوسرے مرحلہ میں مختلف ضروریات اور پیشوں کو اختیار کرتا ہے۔ انسان کے اس ارتقائی مرحلے میں شخصی اور گھریلو زندگی کے بعد جس چیز کی ضرورت پیش آتی ہے جس کو شاہ صاحب نے فنی معاملات سے تعبیر کیاہے جسمیں انسان مختلف پیشوں کو اختیار کرتاہے اور آپس میں حاجات کو پورا کرنے کے لیے چیزوں کا تبادلہ کرتاہے جس سے آگے چل کے تجارت لین دین اور انسانی پیشوں اور ہنروں کا فروغ ہوتاہے اور یہ کام یا جستجو کی حیثیت رکھتے ہیں مثلاً محنت مزدوری پیداوار کا ذریعہ تلاش کرنا اور روزگار کو خاص کرنا اور اسکی ترقی کے لیے فکر کرنا۔ شاہ صاحب اسے حکمت اکتسابیہ کہتے ہیں۔

---

[1] حجۃ اللہ البالغہ صہ۲۱-۲۰، شاہ ولی اللہ کا فلسفہ صہ۱۱۳ البدور البازغہ صہ۶۱ مطبوعہ مدینہ برقی پریس بجنور (یوپی) [2] حجۃ اللہ البالغہ صہ۴۳-۴۲ شاہ ولی اللہ کا فلسفہ صہ۱۱۳ البدور البازغہ صہ۶۲ مطبوعہ مدینہ برقی پریس بجنور (یوپی)

حکمتِ تعاملیہ تجارتی معاہدے اور لین دین کا شعبہ :-

انسان کے اس دوسرے ارتقائی مرحلے میں یہ شعبہ قائم ہوتا ہے جس کو شاہ ولی اللہؒ نے حکمت تعاملیہ کا نام دیا ہے اس حکمت یا شعبے میں مندرجہ ذیل چیزیں فروغ پاتی ہیں[1] مثلاً خرید و فروخت قرض اور رہن کرایہ اور دیگر اس شعبے سے تعلق رکھنے والے اشیاء - اور پیشے جنم لیتے ہیں[2]

حکمتِ تعاونیہ امداد باہمی کا شعبہ :-

دوسرے ارتقائی مرحلے میں امداد باہمی کا شعبہ بھی جنم لیتا ہے شاہ ولی اللہ کے نزدیک یہ شعبہ حکمت تعاونیہ کے نام سے منسوب ہوتا ہے یعنی امداد باہمی کا علم اس شعبے میں یقین دہانی کی ضمانت مشترکہ ملکیت کا کاروبار یعنی پیشہ وارانہ زندگی تجارتی معاہدے شامل ہیں آخری تین شعبے یعنی پیشہ وارانہ زندگی تجارتی اور امداد باہمی کے یہ شعبے ایک معاشرے کے معاشی زندگی کے ترقی و فروغ کے لیے مختلف پہلوؤں کی نمائندگی کرتے ہیں اس لیے ان تینوں کو مشترکہ طور پر ایک شعبہ تصور کیا جاسکتا ہے اور دوسرے لفظوں میں اسے معاشی زندگی کی رہنمائی کا شعبہ بھی کہا جاسکتا ہے۔

زندگی کا ہر ایک شعبہ دوسرے شعبوں سے مربوط ہوتا ہے۔

اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ زندگی کا ایک شعبہ دوسرے شعبوں سے مربوط رہتا ہے یعنی ایک دوسرے سے تعلق رکھتے ہوئے مذکورہ شعبوں کو جنم دیتا ہے اور ان سب کو مجموعی حیثیت سے معاشرے کی اجتماعی شکل میں ایک ستون کی حیثیت حاصل ہے۔

انسان اپنے دوسرے ارتقائی مراحل کے آخر میں مملکت کے قیام کی ضرورت محسوس کرتا ہے۔

انسانی معاشرہ اپنے ارتقاء کے دوسرے مرحلے سے گزر کر معاشرے کے ایک وسیع تر اتحاد کی شکل میں فروغ پاتا ہے جو مملکت کی تشکیل کرتا ہے اسی طرح دوسرے ارتقائی مراحل کے آخر میں اجتماعی طور پر حکومت کے قیام کی ضرورت محسوس کرتا ہے شاہ ولی اللہؒ اس اجتماعی ضرورت کو حقیقی مملکت یا ایک مستحکم یا تجارتی اور معاشرتی مراکز کا نام نہیں دیتے بلکہ انسانوں کے مختلف گروہوں کے درمیان اتحاد کی ایک شکل ہے جو زندگی کے مختلف شعبوں کے طور پر وجود میں آتی ہیں جس سے مختلف وسائل یا تبادلہ اشیاء اور تعاون کے شعبے پیدا ہوتے ہیں جس سے داخلی اتحاد اور فرد واحد کی سالمیت پیدا ہوتی ہے شاہ ولی اللہ کی نظر میں یہ سب باتیں اور زندگی کے شعبے سب مل کر تیسرے ارتقائی مرحلے کو جنم دیتے ہیں اور اس کی ترقی

---

[1] شاہ ولی اللہؒ کا فلسفہ صد ۱۱۴ [2] ایضاً صد ۱۱۵

کے لیے کوشاں رہتے ہیں جس کو شاہ ولی اللہؒ نے ارتفاق سوئم کہا ہے۔

انسانی معاشرے کا تیسرا ارتقائی دور

تیسرے ارتقائی مرحلے میں معاشرہ ایک متحدہ نظام کی طرح ہو جاتا ہے۔

انسانی معاشرہ کے دوسرے مرحلے کے بعد معاشرتی ارتقاء کا یہ تیسرا مرحلہ سابقہ مرحلے کے نتیجے میں ایک فطری نتیجہ ہے جس میں معاشرہ حقیقی طور پر ایک متحدہ نظام کی طرح ہو جاتا ہے اور یہی مملکت یا حکومت کی بنیاد ہے اتحاد اور اجتماعیت مزید معاشی ارتقاء کی ضرورت محسوس کرتے ہیں جو کہ ایک ہم رنگ مملکتی حکومت کی تخلیق و ترقی کی طرف واقع ہوتا ہے۔

اسی ارتقائی مرحلے میں انسان اپنے لیے اجتماعی سوسائٹی یا معاشرہ کی ضرورت محسوس کرتا ہے اور شاہ ولی اللہ نے اس اجتماعی ضرورت یا صورت کو اور اس ضرورت یا صورت کو مکمل طرح ایک منصوبے کے تحت کام کرنا اور اس سے مضبوط کرنا ان سب باتوں کو شاہ ولی اللہ نے انسانی ارتقائی مرحلے کو ارتفاقات سوم سے منسوب کیا ہے اس سے قبل ہے کہ مملکت کی تکمیل اور ضروریات اور اس کے طریق کاروں کا جائزہ لیا جائے تو اس سلسلے میں شاہ ولی اللہ کے وہ تصورات حکومت اور اس کے باہمی ربط کے بارے میں ہم شاہ صاحب کی کتاب "البدور البازغہ" کی ایک عبارت ہم نقل کر رہے ہیں جو شاہ صاحب نے اس موضوع کے متعلق لکھی ہے اور یہی عبارت پروفیسر ڈاکٹر عبدالواحد ہالے پوتا صاحب نے اپنے تحقیقی مقالے شاہ ولی اللہ اور ان کا فلسفہ میں خود نقل کی ہے جس کے اقتباسات مندرجہ ذیل ہیں اور شاہ صاحب کا یہ نظریہ یا تصور انسان کے تیسرے ارتقائی مرحلے کے متعلق ہے۔[1]

مختلف لوگ مختلف پیشوں کے ماہر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک دوسرے کی ضروریات کو جنم دیتے ہیں اور پورا بھی کرتے ہیں۔

بلاشبہ جب انسان ایک دوسرے سے باہمی لین دین کرے اور مختلف لوگ مختلف پیشوں میں ماہر ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کی ضروریات پیدا کرتے ہیں۔ اور فراہم بھی کرتے ہیں اور نتیجہ کے طور پر تجارت اور تبادلہ کی مختلف شکلیں وجود میں آتی ہیں۔

شاہ صاحب کی نظر میں صرف چار دیواری اور تجارتی مرکز کا نام حکومت نہیں ہے،

مثلاً تعاونی چیزوں کی لین دین وغیرہ یہ لازمی طور پر اس اہمیت کو واضح کرتی ہے کہ لوگوں کے

[1] شاہ ولی اللہ کا فلسفہ ص۱۱۶ از ڈاکٹر ہالی پوتا۔ شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدر آباد سندھ

درمیان مثلاً کاشت کار، تاجر، جولاہوں وغیرہ کے درمیان ایک قسم کا رشتہ یعنی اتحاد موجود ہے یعنی یہ لوگوں کے وہ گروہ ہیں جن کے جوڑنے سے حقیقت میں مملکت کا نظام ترتیب پاتا ہے حقیقی مملکت صرف چار دیواری قلعہ اور تجارتی مراکز کا نام نہیں ہے اگر ایک دوسرے کے قرب وجوار میں بہت سے شہر واقع ہوں اور ان میں رہنے والے لوگ باہمی لین دین کرتے ہیں تب یہ ایک مملکت کہلائے گی۔

شاہ صاحب کی نظر میں حکومت کے اندر فرد اور جماعت کو ایک جیسی حیثیت حاصل ہے۔

اس نقطۂ نگاہ سے ایک مملکت کو اتحاد کے رشتے سے تصور کیا جائے وہ فرد واحد یا ایک نظام الاعضاء کی طرح ہو جاتی ہے جسمیں لوگوں کے گروہ اور ہر فرد کی حیثیت وہی ہوتی ہے جو اس شخص کے جسم میں ایک دھڑ یا ٹے سے عضو کی ہوتی ہے ایک مملکت میں اتحاد لازمی شے ہے سب سے پہلے اس اتحاد کے تحفظ کی رت ہے تب اس کے تمام فائدے اٹھانے کے لیے اسے ترقی اور فروغ دینے کی ضرورت ہے حکومت ظام (تدبیر) جس کے ذریعے ایک مقصد حاصل ہوتا ہے وہی حقیقی رہنما (امام) یا مملکت کا فرماں روا ہے شاہ ولی اللہ کے نزدیک حکومت کا فرماں روا نہ صرف کلیۃً ایک انسانی فرد کا خاکہ ہوتا ہے ماسوائے شبہ جب ایک مستحکم طاقت اور شخصیت کا حامل شخص جو قطعی طور پر اس کام کے لیے موزوں ہو اور مملکت کے امور سنبھالے وہ مملکت کا سربراہ ہوتا ہے حالانکہ وہ دونوں خارجی اور ظاہری طور پر سربراہ ہوتا ہے۔

شاہ صاحب کے اس اقتباس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسان فردی یا شخصی طور پر حاکم نہیں ہوتا بلکہ جب وہ انسانی معاشرہ یا سوسائٹی میں ایک مستحکم اور بہت باصلاحیت شخص ہو جو انسان کے اجتماعی نظام کو سمجھتا ہو اور اس کو مضبوط، محکم کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو وہی اس کے لیے موزوں ہے۔

انسان کے اس تیسرے ارتقائی مرحلے میں جب اجتماعی نظام میں حکومت کی ضرورت پڑتی ہے اور اسے مضبوط اور مستحکم طور پر چلانے کی ضرورت پڑتی ہے چونکہ اجتماعی زندگی میں انسانی افراد میں عدل اور ظلم کا امکان رہتا ہے یعنی عدل اور اچھے نظام سے اجتماعی زندگی مضبوط اور بہتر ہوتی ہے ظلم سے اجتماعی زندگی کمال کے بجائے زوال اختیار کرتی ہے اس لیے اس اجتماعی زندگی کو جس میں حکومت کا تصور موجود ہے۔ شاہ صاحب کی نظر میں اسے بہتر بنانے کے لیے مندرجہ ذیل چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے جو انسان کے تیسرے ارتقائی مراحل کی ضرورت ہیں جن کو ہم مملکت کی ضروریات کہیں گے۔ (باقی آئندہ)